دیباچہ

گوپال کرشنا گوکھلے سنہ ۱۸۶۶ء مین بمقام کوطھا پور پیدا ہوئے
اکثر مشاہیر کی طرح ابتدائی زندگی غربت کے گہوارہ مین بسر ہوئی
والدین بہت غریب لیکن روشن خیال برہمن تھے - ابتدائی
تعلیم مقامی مدرسہ مین پائی - ایف اے کے امتحان مین کامیابی
حاصل کرکے بمبئی کے الفنسٹن کالج مین شریک ہوے اور
اسی کالج سے سنہ ۱۸۸۴ء مین جبکہ آپ کی عمر صرف اٹھارہ برس

کی تھی۔ بی۔ اے کی سند لی۔ ریاضی مین خصوصیت کے
ساتھ امتیاز حاصل کیا۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات
بچپن ہی سے غیر معمولی ذہانت وطباعی کے آثار ہویدا تھے
تعلیم سے بمشکل فراغت حاصل ہوئی تھی کہ فکر معاش لاحق ہوئی۔
اس وقت کسب معیشت کے مختلف وسیع میدان آپ کے
سامنے تھے یقین کلی تھا کہ آپ جس میدان مین قدم رکھتے
کامیابی پیشوائی کو دوڑتی۔ لیکن آپ کے دردمند دل کو گوارا
نہ ہوا کہ اپنے درماندہ ملک کی خدمت بجالانے سے ایک
لحظہ کے لئیے بھی باز رہین اور حصول مال و دولت اور طلب
جاہ وحکومت مین اپنا وقت اور اپنی قابلیت صرف کرین۔
اسی زمانہ مین بعض محبان ملک کی توجہ اور کوشش سے

اشاعت علم کے لئے پونہ مین فرگسن کالج قائم ہوگیا تھا۔
کالج کی ابتدائی حالت تھی۔ اس قدر سرمایہ موجود نہ تھا کہ
بڑی بڑی تنخواہین دیکر استادون کو مقرر کیا جاتا۔ مسٹر گوکھلے
نے ذاتی ترقی کی اپنی تمام امنگون اور ولولون کو بالاے طاق
رکھا اور اس قومی کالج مین ستر روپیہ (۷۰) مہینہ کے
نہایت قلیل معاوضہ پر اپنی زندگی کے اٹھارہ سال وقف
کردئے۔ ابتدا مین تاریخ اور سیاست مدن کی تدریس آپ کے
ذمہ رہی۔ بعد مین آپ فرگسن کالج کے صدر (پرنسپل) ہوگئے
اس طرح مسٹر گوکھلے کی زندگی کے اٹھارہ برس پڑھنے مین
صرف ہوئے اور اٹھارہ برس پڑھانے کی نذر ہوئے۔ ثانی الذکر
زمانہ مین تعلیم و تدریس کے سوا بھی وہ کئی طرح سے ملکی اور

قومی خدمت کرتے تھے ۱۸۸۷ء مین پونہ کی مشہور "سرجنیک سبھا" کے سہ ماہی رسالہ کی اڈیٹری مسٹر گوکھلے کے سپرد ہوئی ۔ پھر وہ دکن سبھا کے آنریری سکرٹری قرار پائے اس کے بعد ہی پونہ کے ہفتہ وار انگریزی اور مرہٹی اخبار "سدہارک" کی اڈیٹری مین انہین شریک کیا گیا ۔ ان ہی ایام مین بمبی کی "پراونشل کانفرنس" کی معتمدی بھی ان کے ذمہ ہو گئی تھی اور ۱۸۹۵ء مین جب نیشنل کانگرس کا اجلاس پونہ مین منعقد ہوا تو مسٹر گوکھلے ہی اس کے سکرٹری قرار پائے ۔

۱۸۹۷ء مین پہلی مرتبہ انہین انگلستان جانے کا موقع ملا ۔ ان دنون انگلستان مین لارڈ ولبی کی صدارت سے

اخراجات ہند کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن مقرر ہوا تھا۔ اہالیان بمبئی نے اپنے صوبہ کی طرف سے مسٹر گوکھلے کا انتخاب کیا اور وہی اس کمیشن مین شہادت دینے کے لئے ولایت بھیجے گئے۔ مسٹر گوکھلے نے اپنے فرض کو اس قدر دانائی تدبر اور لیاقت کے ساتھ ادا کیا کہ تمام ملک ان کی فضیلت و ہوشمندی کا قائل ہوگیا۔ انگلستان سے واپس آنے کے چند روز بعد بمبئی کی مجلس وضع قوانین کی رکنیت مسٹر گوکھلے کو ملی۔ سنہ ۱۹۰۲ء مین اٹھارہ سال کی مخلصانہ کارگزاری کے بعد پچیس (۲۵) روپیہ ماہانہ کے مختصر وظیفہ پر فرگسن کالج کی خدمت سے مسٹر گوکھلے علیحدہ ہوئے۔ اسی سال مسٹر گوکھلے ویسرائے کی مجلس شوریٰ (کونسل) کے رکن مقرر ہوئے۔ ویسرائے کی

کونسل مین آپ نے نہایت معقولیت وکمال کے ساتھ ملک
اور اہل ملک کی وکالت کا حق ادا کیا۔ خود سرکار نے مسٹر
گوکھلے کی خدا داد قابلیت کا اعتراف کیا۔ پرزور تقریرون کی
داد دی اور اسکے اعلےٰ ملکی خدمات کی قدردانی مین سی۔ آئی۔ ای۔
کے خطاب وتمغہ سے سرفرازی بخشی۔ سنہ ۱۹۰۵ع مین مسٹر
گوکھلے کانگرس کی جانب سے انگلستان بہیجے گئے تاکہ معاملات
ہند کی طرف اہل انگلستان کو متوجہ کرین۔ یہ قیام اگرچہ بہت
مختصر تھا لیکن ڈیڑھ ماہ کی قلیل مدت مین مسٹر گوکھلے نے تقریباً
پچاس تقریرین کین اور بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے
ملک کی وکالت کی۔ اس سال نیشنل کانگرس کا انعقاد بنارس
مین قرار پایا تھا۔ اس کی صدارت کے لئے مسٹر گوکھلے کا انتخاب

کیا گیا۔ ڈسمبر ۱۹۰۵ء مین انگلستان سے واپس ہو کر مسٹر گوکھلے
نے اس اہم فرض کو ایک نازک زمانہ مین نہایت خوبی کے ساتھ
ادا کیا۔ اس ضروری فرض سے فارغ ہوتے ہی وہ پھر ۱۹۰۶ء مین
انگلستان روانہ ہوئے۔ دور از وطن ہندوستانیون کی فریاد
انہین جنوبی افریقہ لے گئی۔ ہندوستانیون کے ساتھ وہان جو
بدسلوکی ہوتی ہے اس کے دفعیہ کے لئے مسٹر گوکھلے نے
جان توڑ کوششین کین۔ اس مین کسی قدر وہ کامیاب ہوے
اور سرکار نے ان خدمات کے صلہ مین انہین کے۔سی۔آئی
ای کا خطاب دینا چاہا لیکن انہون نے اسے منظور نہ کیا اور
سر گوپال کرشنا گوکھلے بننے پر مسٹر گوکھلے رہنے کو ترجیح دی۔
سرکار انگریزی نے جب دو سال قبل ہندوستان کے سرکاری

ملازمین کی تنخواہون اور عہدون کی متعلقہ شکایات کی تحقیقات
کے لئے "پبلک سروس کمیشن" مقرر کیا تو مسٹر گوکھلے بھی اسکے
ایک رکن قرار پائے - اس رکنیت کی تنخواہ پندرہ ہزار سالانہ ہے
مسٹر گوکھلے نے باوجود غربت کے محض اسلئے تنخواہ لینی منظور
نہ کی کہ تنخواہ لینے کی صورت مین وہ وایسراے کی کونسل کے
رکن نہ رہ سکتے تھے - بلا تنخواہ کے وہ نہایت محنت و جانکاہی
کے ساتھ کمیشن مین کام کرتے رہے - دو سال موسم گرما مین کمیشن
کے کام کے لئے ولایت گئے اور اب پھر اس سال ولایت
جانے کو تیار تھے کہ ظالم موت نے مہلت نہ دی اور جبکہ
ملک اور اہل ملک کو ایسے دردمند - خود فراموش - بے غرض
محب وطن کی سخت ضرورت تھی ۱۹ / فروری ۱۹۱۵ عیسوی کو

انچاس برس کی عمر مین مسٹر گوکھلے نے وفات پائی۔ مسٹر گوکھلے کی رحلت پر ہر طبقہ ہر درجہ اور ہر قوم کے لوگون مین جس غیر معمولی طریقہ سے رنج و افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کی مثال ملنی دشوار ہے۔ خود شہنشاہ معظم نے اس جانکاہ حادثہ پر اظہار تعزیت فرمایا۔ ہندوستان کے تقریباً تمام حصون مین اظہار رنج و ملال کی غرض سے خود سرکاری اعلیٰ حکام نے ماتمی جلسے کئے۔ اہل حیدرآباد کو مسٹر گوکھلے کے اس تعزیتی جلسہ کا سمان اب تک یاد ہے جو بمقام باغ عامہ "ٹاؤن ہال" مین ۹ ارمارچ ۱۹۱۵ء جمعہ کی صبح کو منعقد ہوا تھا۔ صاحب رزیڈنٹ اس جلسہ کے صدر نشین تھے اس موقعہ پر جو تقریرین ہوئین ان مین خاصکر معین المہام فنانس مسٹر گلانسی کی متین و سنجیدہ تقریر

مسز سروجنی نائڈو کی دلکش و روح پرور فصاحت بیانی اور مسٹر حیدری کی وہ پرجوش پاکیزہ تقریر جس کا ایک ایک لفظ دل سے نکلتا اور دل میں بیٹھتا تھا اب تک کانوں میں گونج رہی ہے۔

یہ ہیں مختصر واقعات مسٹر گوکھلے کی اُس پاکیزہ اور ایثار سے بھری ہوئی زندگی کے جو اہل ملک کے لئے اولوالعزمی اور عالی حوصلگی کا نہایت مفید و کارآمد سبق اور قابل تقلید نمونہ پیش کرتی ہے۔ اسی مقدس زندگی کے بعض دلچسپ اندرونی حالات کی جن کی جھلک دیکھنی بہت کم کسی کو نصیب ہو سکتی تھی مسز سروجنی نائڈو کے جادو اثر قلم نے نہایت دلکش تصویر کھینچی ہے۔ مسز نائڈو کی قلم فرسائی کسی تعریف یا تعارف کی محتاج

نہین۔ فخر روزگار مسز سروجنی نائڈو کی اس جادو بیانی کو اُردو
کا لباس پہنانے کی مین نے آیندہ صفحات مین کوشش
کی ہے۔ اصل کتاب کے زور بیان اور فصاحت کو لعینہ قائم
رکھنا میری قدرت سے باہر تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ مین
عدیم الفرصتی اور سوء مزاجی کے سبب اس ترجمہ پر جو نہایت
عجلت مین کیا گیا ہے نگاہ ثانی تک نہ کر سکا۔ مجھے توقع ہے
کہ ارباب نظران مجبوریون کا لحاظ فرما کر ترجمہ کی خامیون کو
براہِ کرم نظر انداز فرمائین گے فقط

حیدر آباد دکن — سید خورشید علی

۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء
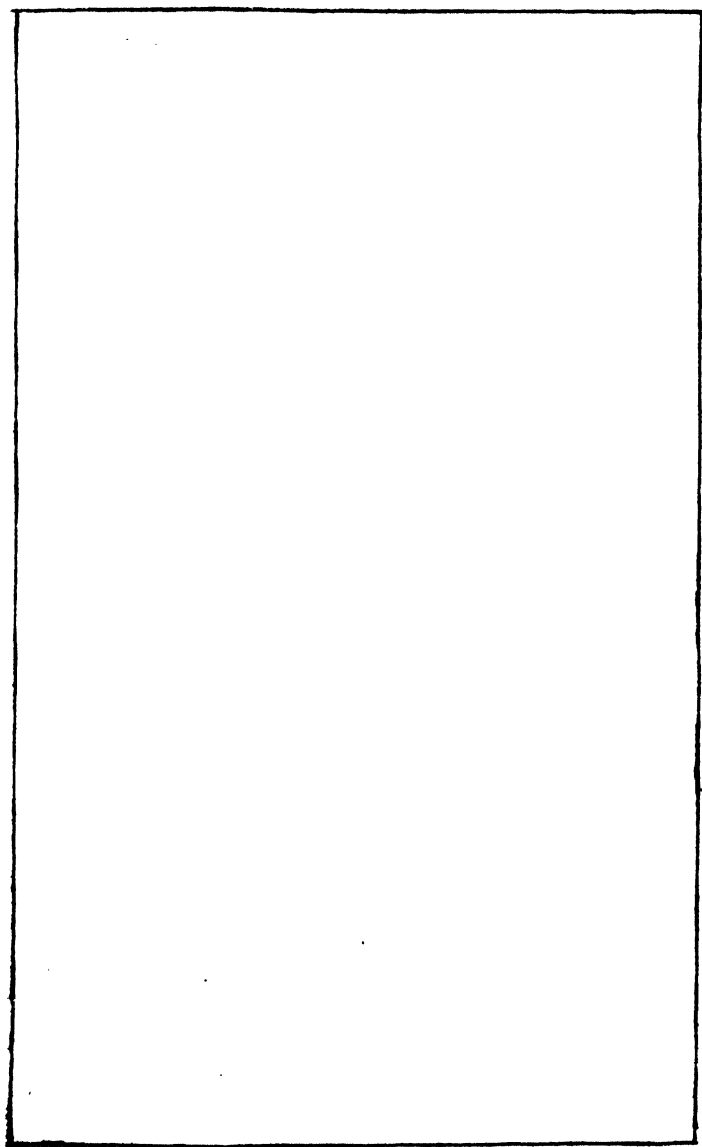
گوکھلے

..من حیث الانسان

(۱)

"کاش مین کہین قریب ہوتا کہ خود آکر مل سکتا...... مجھے قوی توقع ہے کہ آپ کا رنج والم نغمون کی شکل اختیار کرے گا جو بہت دیرپا ہون گے" یہ وہ نفیس وپاکیزہ الفاظ ہیں جو ۱۲ فروری کو بہ ظاہر بلا کسی سابقۂ علم کے کہ خود ان کے راقم کا انجام بھی قریب آپہونچا ہے لکھے گئے تھے اور جو مجھے کلکتہ مین میرے والد کے شرادھ کے الم ناک موقع پر بدست ہوے۔ اس کے

چند ہی روز بعد گوپال کرشنا گوکھلے نے ملک کے انتہائی رنج وافسوس کے درمیان جو اس ناقابل تلافی حادثہ اور نقصان کے موقعہ پر تو ایک مرتبہ ضرور متحد ہو گیا تھا رحلت کی۔

ہندوستان کی حمایت وہمدردی مین مسٹر گوکھلے نے دلاوری وجانبازی کے ساتھ انواع واقسام سے جو جد وجہد کی اس کے متعلق نہایت قابلانہ فصیح اور پاکیزہ مضامین بہ کثرت شایع ہو رہے ہین - ہندوستان کے ہر شہر مین اور ہندوستان سے دلچسپی رکھنے والے بعید ترین مرکزون مین بھی جمیع اقوام کے لوگ اور نیز وہ فرقے جو سیاسی خیالات وتوقعات مین باہم شدید ترین اختلافات رکھتے ہین اس وقت ایک ہو گئے ہین تاکہ اپنی تعظیم وادب اور اپنے رنج وملال کے آخری نذرانہ

کو اس شخص کے لئے پیش کرین جسکی ساری زندگی ملک کی بیغرضانہ
خدمات کا ایک بے نظیر وعدیم المثال سلسلہ تھی اور جس نے
ملک کی فلاح وبہبودی کے لئے نہایت جوش و مستعدی سے
محنت کی اور جس نے ملک ہی کی پیاری خدمت مین اتنا بے وقت
اور اس قدر حسرتناک طور پر جان دی - مسٹر گوکھلے کی شاندار
زندگی کے فسانہ کو اور زیادہ روشن کرنے یا اس عالمگیر حزن و
ملال کی قدروقیمت اور مدح وتوصیف مین اضافہ کرنے کے
لئے میرے کسی ناچیز لفظ کی کوئی ضرورت نہین ہے - لیکن مین
سمجھتی ہون کہ کسی بڑے شخص کے کارنامے اور ذاتی خصائل
کے تذکرے کبھی اس وقت تک مکمل نہین ہو سکتے جب تک
کہ ان مین بعض ذاتی اور خانگی واقعات کی جھلک شامل نہ ہو -

یہ واقعات بہ جائے خود خواہ کتنے ہی اتفاقی معمولی اور غیر اہم
کیون نہ ہون لیکن برین ہم ان ہی ذاتی افعال سے اس شخص کے
دل کی اندرونی حالت اور اس کے خصائص وصفات پر روشنی
پڑتی ہے۔ اس مختصر و مجمل مضمون مین اس بات کی مین کوشش
کرون گی کہ اپنے بعض ذاتی واقعات کو جو اُن کے ساتھ مدبر
و مصلح تمدن گوکھلے کی حیثیت سے نہین بلکہ محض ایک انسان
گوکھلے کی حیثیت سے پیش آئے قلمبند کرون۔ ان کی زندگی
کے آخری ایام مین انہین اسی حیثیت سے جاننے کی مجھے خاص
عزت حاصل تھی۔

ایک دلکش رفاقت کی ابتدا

میرا ذاتی تعارف مسٹر گوکھلے کے ساتھ جیسا کہ وہ ختم ہوا

ایک تحریری پیام کے ذریعہ شروع ہوا۔ ۱۹۰۶ء میں "آل انڈیا سوشل کانفرنس" کے اجلاس منعقدہ کلکتہ مین تعلیم نسوان کی تحریک پیش کرنے کی خدمت میرے سپرد ہوئی تھی۔ میری تقریر مین معلوم نہیں کون سی بات ایسی تھی جس نے مسٹر گوکھلے کو اس درجہ متاثر کیا کہ انہون نے ذیل کے یہ عاجلانہ مخلصانہ اور پرجوش فقرے میرے پاس ارسال فرمائے۔ میں جانتی ہون کہ مین اس فیاضانہ قدردانی وداد دہی کی مستحق نہ تھی لیکن یہی فقرے ہمارے تمام آیندہ روابط کی بنیاد تھے لہذا مین نے اس جگہ ان کا اعادہ کرنے کی جسارت کی ہے۔ انہون نے لکھا تھا کہ "کیا مین اس بات کی جرأت کرسکتا ہون کہ آپ کی خدمت مین اپنی نہایت مودبانہ اور پرجوش مبارکباد پیش

کرون۔ آپ کی تقریر اعلیٰ ترین قسم کی ایک دماغی ضیافت سے
بھی بہت بڑھ کر تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم سب کو اس وقت
ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گویا ہم ایک دوسرے اعلیٰ عالم مین
پہونچا دیئے گئے ہین ؎ یہ شناسائی جو اس طرح دلچسپ ہمدردانہ
پیرایہ میں شروع ہوئی تھی بڑھی اور آخرکار ایک ایسی گہری اور
خوشگوار رفاقت کی شکل مین بارآور ہوئی جس کو مین اپنی زندگی
کے انتہائی اعزازون مین شمار کرتی ہون۔ ہماری دوستی
گو بعض مختصر اور تلخ کشیدگی کے تکلیف دہ لمحون سے خالی نہ
تھی لیکن ہمیشہ وہ روحانی تازگی و تفریح کے لطف و مسرت
اور دماغی بحث اور اختلافات کے خوش آیند و فرحت بخش مقابل
کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ مادر وطن کے ساتھ ہماری مشترکہ محبت

سب سے بڑھکر ہماری باہمی دوستی کے رشتہ کو نہایت مضبوطی کے

ساتھ مربوط کئے ہوئے تھی - ایک اجنبی سرزمین پر علالت

کی تکلیف و پریشانی کے طول طویل ہفتون مین محض اس

تسکین - تسلی - تقویت اور رفاقت پر جو باوجود خود میری علالت

و خرابی صحت کے مین کر سکتی تھی - انتہا درجہ کے متاثر کن

دلگداز طریقہ سے بالکل بچون کی طرح مسٹر گوکھلے کا تکیہ اور

سہارا کرنا بھی رشتہ اتحاد کی ایک مزید بندش کا عمل رکھتا تھا -

خوش قسمتی سے ۱۹۰۸ء اور ۱۹۱۱ء کے درمیان متعدد

مرتبہ مختلف موقعون پر بمبئی - مدراس - پونہ اور دہلی مین مسٹر گوکھلے

سے میری ملاقات ہوئی - ہر ملاقات کے بعد ہمیشہ ہندوستان

کی خدمت کے لئے زندگی وقف کرنے کے متعلق پند و نصیحت

کے چند دل سوز۔ پرجوش اور ترغیب و تحریص کے الفاظ کی
یاد کے ساتھ مین واپس جاتی تھی۔ اس تاریخی زمانہ کے بیشمار
مشاغل اور کثیر التعداد مصروفیتون کے ہجوم مین بھی جب کبھی
میری کوئی نظم یا تقریر یا میرا کوئی کام مسٹر گوکھلے کی خوشنودی
کا باعث ہوتا یا میری زوال پذیر تندرستی اور خرابی صحت کی متواتر
افواہین انھین مشوش و خوف زدہ بنا دیتین تو وہ ضرور وقت
بہ وقت اپنی پسندیدگی و مسرت اور دلدہی و دلاسہ کا نہایت
گرم جوشی کے ساتھ تحریری اظہار کرنے کے لئے کسی نہ کسی
طرح وقت نکال لیتے تھے۔

متضاد خصائص

لیکن ۱۹۱۲ء کے آغاز تک جبکہ مین نے اپنے والد کے

پاس کلکتہ مین چند ہفتہ بسر کئے تھے ہم دونون مین باہم چندان بے تکلفی و یگانگت قایم نہ ہوئی تھی تو وہ کہتے تھے کہ "اب تک تو مین نے صرف آپ کے بیرون ہی کو پکڑا ہے لیکن اب مین آپ کو اس وقت تک قفس مین بند کر کے رکھون گا کہ پوری طرح آپ کے اصلی جوہر سے واقف ہو جاؤن" ان ہی دنون کے طول طویل اور بہت خوشگوار مکالمون اور صحبتون کی بدولت مسٹر گوکھلے کی حقیقی اور گونا گون عظمت و بزرگی اور اصلی برتری میری سمجھ مین آنے لگی اور مجھے اچنبھہ سا ہونے لگا کہ کس قدر سخت اور موثر تدابیر سے وہ اپنی دُہری شخصیت کے متضاد اور پیچیدہ خصائص کو اس طرح اعلےٰ درجہ کے بے نظیر حب وطن کے ساتھ مطابق کرنے کی قابلیت رکھتے تھے۔ اس گرانمایہ

اور برتر از قیاس طبیعت کے راز کا مطالعہ کرنا میرے لئے
علم النفس کا ایک قیمتی سبق تھا۔ مسٹر گوکھلے کی ظاہری حیثیت
جس سے لوگ ان کو جانتے اور ان کی قدر و منزلت کرتے تھے
وہ ان کی صحیح و باقاعدہ۔ منور و تابان۔ تیز اور زود رس فہم و فراست
پر۔ سیاسی امور کی تشریح و تجزی کرنے کی بے نظیر قابلیتوں پر۔
واقعات اور شمار و اعداد کو استعمال کرنے مین بے عیب اور
خالی از نقص کمال و قدرت پر۔ اختلاف و تعرض کے وقت
نہایت خوش خلاقی و ملنساری کی لیکن شدید صاف بیانی و صاف
ولی پر۔ مصالحت کے وقت عالی حوصلگی۔ خودداری اور ہمت
وجرءت پر۔ غیر محدود تدبر و سیاست۔ ہمت و استعداد اور
صداقت و راست گفتاری پر۔ اور روزانہ زندگی کی پاکیزہ عظیم الشان

سادگی اور قربانیون وغیرہ پر مشتمل تھی - لیکن ان کی کثیر التعداد ایثار نفسیون اور نفس کشیون کے نقاب کے نیچے ان کی وہ اندرونی اور خانگی شخصیت پنہان تھی جو انہون نے مجھ پر ظاہر کردی تھی - یہ شخصیت اور حیثیت انسانی اور جنسی محبت و والفت کی حد سے زیادہ چاہ اور خواہش اور ہنگامۂ عالم مین ایک پیدائشی خیال پرست کے بیم و رجا کی تکلیف و مسرت پر مشتمل تھی جو دنیا سے ناپائدار کے دھوکون اور مایوسیون مین ہمیشہ کسی ناقابل تغیر حقیقت کی تلاش و جستجو مین رہتی تھی - مین نے یہ دیکھا کہ مسٹر گوکھلے کی ذات مین ایک عملی جفاکش اور مستعد آدمی کی صفات اور مجذوبانہ و عارفانہ خواب و خیال والے شخص کی خوبیان ان کے برہمن آبا و اجداد کی سالہا سال

کی باقاعدگی وریاضت کی بدولت یکسانیت وہم آہنگی کے ساتھ جمع تھیں۔ اسی ریاضت وباقاعدگی نے صدیوں قبل بھگوت گیتا کے اصل مطالب کی اشاعت کی تھی اور حقیقی یوگ کو عقل متحرک ثابت کیا تھا۔ لیکن وہ بھی اپنے خاندانی اور نسبی امتیاز کے اثر سے خالی نہ تھے۔ مساوات کے متعلق تمام انسانوں کے حقوق کو تسلیم کرنے میں نہایت فیاض۔ وسیع النظر اور انصاف پسند ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے اندر برہمن الاصل ہونے کے کسی قدر فخر کو بہ کامیابی مخفی رکھا تھا جو اگرچہ آشکار تو نہ تھا لیکن برہمنوں کی قدیم قوت واقتدار کے خلاف ایک حرف سے بھی اس جذبہ کو بلا ارادہ تحریک ہو جاتی تھی۔ اس کمزوری کا ایک واقعہ اگر میں اسے کمزوری کہہ سکتی ہوں تو میرے ساتھ بھی گزرا

سنہ ۱۹۱۱ء کے اختتام پر آل انڈیا سوشل کانفرنس مین جو بہ مقام کلکتہ منعقد ہوئی تھی "نیچ ذاتون" کے متعلق تقریر کرتے ہوئے مین نے بیان کیا تھا کہ مساوی انسانی حقوق اور مواقع حیات سے ان کے محروم ہو جانے کا زیادہ تر باعث زمانہ سلف کے متکبر۔ نخوت پسند اور خودبین برہمنون کی ظلم و زیادتی ہے۔ میرے والد بھی اس جلسہ مین موجود تھے۔ ان الفاظ کا ان کی ظرافت اور مساوات پسندی پر اثر ہوا اور انہون نے خوب دل لگی کی اور مجھ پر فقرے کسے۔ لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب مین نے یہ دیکھا کہ مسٹر گوکھلے نے "خودبین نخوت پسند اور متکبر" کے الفاظ کو بہ منزلہ اپنی ذاتی توہین و تحقیر کے تصور کیا ہے۔ انہون نے ایک الزامی لہجہ

مین مجھ سے کہا" اس مین شک نہین کہ آپ کی تقریر نہایت نفیس
و پاکیزہ اور بہت ہی عمدہ تھی لیکن آپ بعض اوقات تلخ اور گستاخانہ
فقرے استعمال کر جاتی ہین"۔ اس کے بعد ہی ایک ایسے مبحث
پر گفتگو ہونے لگی جس مین ہم دونون متحد الرائے تھے۔ دوران
گفتگو مین وہ بڑے تعجب کے ساتھ پکار اُٹھے۔" آپ باوجود
ان تمام تبدیلیون کے جو آپ مین ہو گئی ہین۔ اصل مین بالکل ہندو
ہین۔ ایک لہر و ترنگ کے ساتھ آپ کی ابتدا ہوتی ہے اور بقائے
دوام مین آپ کا اختتام ہوتا ہے"۔ مین نے کسی قدر عاجز ہو کر کہا
"لیکن مین نے اپنے نسب سے کب انکار کیا ہے"؟

ان ہی ہفتون کی ایک دوسری گفتگو بھی آنے والے واقعات
کی روشنی مین ایک خاص اہمیت اور نمایان حیثیت رکھتی ہے

ایک روز صبح کو جبکہ بعض قومی معاملات کے متعلق وہ کسی قدر افسردہ اور شکستہ خاطر تھے مجھ سے دریافت کیا کہ "ہندوستان کے متعلق آپ کے توقعات کیا ہین"؟ مین نے جواب دیا "امید افزا" انھون نے پوچھا "بالکل قریبی زمانہ کے بارے مین آپ کا خواب کیا ہے"؟ مین نے بڑی خوشی کے ساتھ کہا کہ "پانچ سال سے بھی کم مدت مین ہندو اور مسلمانون کا اتفاق و اتحاد" انھون نے ایک تاسف آمیز لہجہ مین کہا " آپ اگرچہ شاعر ہین مگر آپ کے توقعات حد سے بڑھے ہوئے ہین - یہ بات نہ آپ کی زندگی مین حاصل ہو سکتی ہے نہ میری زندگی مین لیکن آپ یہی عقیدہ اور امید رکھئے اور اگر آپ سے ہو سکے کام کئے جایئے"

دوسرے سال مارچ مین بمبئی کی ایک بڑی دعوت مین جو
سر فیروز شاہ مہتہ نے "رائل کمیشن" کے اراکین کے اعزاز مین
کی تھی صرف چند منٹ کے لئے مسٹر گوکھلے سے میری ملاقات
ہوئی - اس کے کچھ ہی دن پہلے میری نظمون کی ایک نئی کتاب
شایع ہوئی تھی اور خوش قسمتی سے اسی زمانہ مین لوگون کی توجہ
کسی قدر اس کتاب کی طرف منعطف ہو رہی تھی - اور اس پر تحسین
و آفرین ہو رہی تھی - مسٹر گوکھلے نے اس وقت مجھ سے جو مختصر
گفتگو کی وہ اس قسم کے امور کے ساتھ ان کی بے اعتقادی کی
خصوصیت سے معمور تھی - انہون نے پوچھا کہ "کیا اب بھی شعلہ
اسی آب و تاب سے روشن ہے ؟"
مین نے جواب دیا کہ " بلکہ پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ

روشن ہے"۔ لیکن انہون نے شبہ اور کسی قدر خشک انداز سے اپنا سر ہلایا۔ پھر وہ آپ ہی آپ کہنے لگے کہ "مجھے حیرت اور اندیشہ ہے کہ وہ کب تک اس قدر بے اندازہ توصیف و ستایش اور کامیابیون کی کثرت کے طوفان کا مقابلہ کر سکے گا"

ہندوستان کی خدمت کا فرض

ایک ہفتہ کے بعد مجھے مسلم لیگ کے اس اجلاس مین شریک ہونے اور تقریر کرنے کی مسرت و عزت حاصل ہوئی جس اجلاس کی اب ایک تاریخی حیثیت ہو گئی ہے اور جو ۲۲ مارچ کو لکھنو مین اسلئے منعقد ہوا تھا کہ جدید اصول عمل اختیار کرے جس سے ملکی اور وطنی فلاح و ترقی کی تمام باتون مین ہندو بھائیون کے ساتھ وفادارانہ اشتراک کی صورت پیدا ہوتی تھی۔ جس جوش و خلوص سے

پرانی اور نئی روشنی کے مسلمان مدبرین نے اس نظام العمل کو لبیک کہا اس سے ہندوستان کے جدید واقعات کی تاریخ مین ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ لکھنؤ سے بلا کسی جگہ مقام کرنے کے پچیسوین کو مین سیدھی پونہ پہونچی۔ چھبیسوین کی صبح کو آنریبل مسٹر پرانجپے کے ہمراہ فرگیوسن کالج سے درمیانی میدان کو عبور کر کے "سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی" (انجمن خدام ہند) گئی یہان پہونچکر مین نے نیشنل انڈین کانگرس کے مشہور زمانہ پیشوا کو ایک قدیم مرض کے دورہ سے خستہ و ناتوان لیکن اخبارات و رسائل مین جو مسلم لیگ اور اس کے نئے منصوبون اور مقاصد کے متعلق راے زنی و تنقید سے بھرے ہوئے تھے مستغرق پایا۔ مجھے دیکھتے ہی مسٹر گوکھلے نے ہاتھ پھیلا دئے اور کہا۔

"اُوہ! کیا آپ مجھ سے یہ کہنے کے لئے آئی ہین کہ آپ کا
خواب سچا تھا" پھر ایک انتہا درجہ کے اضطراب وشوق کے
ساتھ لیگ کے اصلی اور حقیقی منشار و مدعا کے بارے مین
انہون نے سوالات کرنے شروع کئے۔ جب مین نے انہین
یقین دلایا کہ کم از کم نئی پود کے لوگ تو محض سیاسی ضرورت کے
خیال سے نہین بلکہ وطنی ذمہ داریون کے خالص یقین اور روز
افزون واقفیت سے اس بات پر آمادہ ہوئے ہین کہ ہندوٴن
کی طرف نہایت کشادہ دلی اور فیاضی کے ساتھ خوشگوار رفاقت
کا ہاتھ بڑھائین تو ان کا ناتوان اور دردکشیدہ چہرہ مارے خوشی
کے دمکنے لگا۔ مین نے امید ظاہر کی کہ آیندہ کانگرس اس کا
جواب اگر اس سے زیادہ نہین تو اس کے برابر دلی جوش اور خلوص

سے ضرور دیگی۔ مسٹر گوکھلے نے کہا۔" جہان تک میرے امکان
مین ہے ایسا ہی ہوگا" تقریبا ایک گھنٹہ کے بعد مین نے
دیکھا کہ اس مسرت ناک خبر کا جو مین اتنی دور سے لائی تھی ان پہ
اس قدر اثر ہوا کہ جوش کے سبب اضمحلال و ضعف طاری ہو گیا
مسٹر گوکھلے نے نہایت اصرار سے مجھ سے خواہش کی کہ مین
اسی شام کو پھر ان سے ملون اور اس ملاقات کو مکمل کرون۔ جب
مین شام کو سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی گئی تو مین نے مسٹر گوکھلے
کی حالت مین ایک حیرت ناک تبدیلی دیکھی مین نے انہین بالکل
چست و چالاک اور ہشاش بشاش پایا۔ وہ اگرچہ کسی قدر زرد تھے
لیکن صبح کی نقاہت و کمزوری اور اداسی و افسردگی کا مطلق کوئی
اثر باقی نہ رہا تھا۔ جب وہ مکان کے بالائی حصہ پر چڑھنے کے لئے

آگے بڑھنے لگے تو مین چلا اٹھی کہ " یقیناً آپ کا منشا، تو ان
تمام سیڑھیون پر چڑھنے کا نہین ہو سکتا ؟ آپ بہت بیمار ہین "
مسٹر گوکھلے ہنس پڑے اور کہا " آپ نے مجھ مین نئی اُمید
ڈال دی ہے۔ مین اس قدر قوی اور توانا ہو گیا ہون کہ پھر زندگی
کا مقابلہ اور کام کر سکتا ہون " اسی اثنا مین مسٹر گوکھلے کی ہمشیرہ
اور دونون موہنی لڑکیان ہم سے آملین۔ آدھے گھنٹہ تک
سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی کی وسیع چھت پر جہان سے پہاڑیون
اور وادیون کا منظر پیش نظر تھا۔ مختلف دلچسپ باتین ہوتی رہین
اس تنہا اور خود فراموش بے غرض شخص کی ذاتی اور خانگی حالت
کی یہ پہلی اور ایک ہی جھلک تھی جو مجھے دیکھنی نصیب ہوئی
ان تینون کے رخصت ہونے کے بعد بھی ہم خاموشی کے

ساتھ شام کے دھندلکے مین وہین بیٹھے رہے - یہان تک کہ
مسٹر گوکھلے کی دلکش آواز نے صلاح ونصیحت کے زرین آواز
کے ساتھ سکوت کا دامن چاک کیا - یہ الفاظ اس قدر اعلیٰ اتنے
سنجیدہ اور اس درجہ دل نشین تھے کہ ان کا دل کو کپکپا دینے والا اثر مجھ پر ہنوز
قایم و برقرار ہے - انہون نے ہندوستان کی خدمت بجالانے
کے فریضہ اور اسکی بے نظیر مسرت کے متعلق گفتگو کی اور کہا یہان
میرے ساتھ کھڑے ہوجایئے اور ان ستارون اور ان پہاڑیون
کو گواہ کرکے ان کے سامنے اپنی زندگی اپنی قابلیت کے جوہر
اپنے نغمون اپنی تقریرون - اپنے خیالات اور اپنے خوابون
کو مادر وطن کے لئے وقف کیجئے - اے شاعر! اپنے خیال
کی بلند پہاڑیون پر سے آیندہ کے خواب دیکھ اور پستی کی وادیون

مین محنت ومشقت کرنے والون کو حوصلہ افزا اور اُمید بخش پیامات پہونچا۔" جب مین رخصت ہونے لگی تو پھر مسٹر گوکھلے نے سرکے جنبش کے اس ناچیز قاصد سے کہا "آپ نے مجھے نئی امید۔ نیا اعتقاد اور نئی ہمت عطا کی ہے۔ آج رات مین آرام وسکون کے ساتھ سوؤنگا اور میرے دل کو قرار وچین رہے گا۔"

(۲)

انگلستان مین

اس واقعہ کے دو ماہ بعد اوائل جون مین پندرہ سال کی مفارقت کے بعد مین پھر ایک مرتبہ لندن مین تھی۔ ان بہت سے احباب مین جنھون نے میرے پہونچنے پر میرا خیر مقدم کیا۔ مسٹر گوکھلے کی مانوس شکل بھی بالکل غیر مانوس یوروپی لباس مین معہ

انگریزی ٹوپی سے موجود تھی۔ ایک لحظہ تک مین انھین حیرت کے ساتھ تکتی رہی اور مین نے پوچھا کہ "آپ کی وہ غدار پگڑی کہاں ہے؟" لیکن مین بہت جلد اپنے دیرینہ دوست کی اس جدید وضع کی عادی ہو گئی۔ میرا یہ دوست اب ایک شوقین گو کھلے تھا جو دعوتون مین شریک ہوتا تھا۔ تماشون مین جاتا تھا تاش کھیلتا تھا اور جوا بھی "نیشنل لبرل کلب" کی چھت پر ضیافتین کرتا تھا۔ یہ امور کس قدر مختلف تھے ان مشاغل سے جو "سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی" (انجمن خدام ہند) کی چھت پر مسٹر گو کھلے کو مصروف و مستغرق رکھتے تھے۔

ڈانوا ڈول صحت کے باوجود مسٹر گوکھلے گرمی کے پورے موسم مین رائل کمیشن کے کامون اور نیز جنوبی افریقہ کے ہندی

معاملات مین جو اس وقت ایک نازک حالت مین تھے بے انتہا
مصروف رہے ہے۔ لیکن باوجود اس مصروفیت کے وہ اکثر و بیشتر
مجھ سے ملنے کے لئے میرے قیام گاہ پر سر کرشنا گپتا کے
مکان کو آتے تھے۔ مسٹر گوکھلے کو "چیریز" کا بہت شوق تھا۔
جب کبھی انکے آنے کی توقع ہوتی مین ہمیشہ اس میوہ کی ایک
بڑی مقدار فراہم کر رکھتی۔ مین انہین اکثر یہ کہہ کر چھیڑا کرتی تھی
کہ "ہر شخص کے لئے ایک خاص انعام ہوا کرتا ہے اور آپ کا
انعام "چیریز" ہے۔" اواخر جولائی مین ایک روز جبکہ پکے
سرخ "چیریز" کی ملبب رکابی سامنے رکھی ہوئی تھی اور
باتین ہو رہی تھین مین نے ایک نازک اور اہم ذمہ داری کا
ذکر چھیڑا جو مین نے "لندن انڈین ایسوسی ایشن" کے لئے

اپنے اوپر عائد کی تھی۔ یہ ایسوسی ایشن طلباء کی ایک جدید انجمن
تھی جسکو صرف چند ہفتون قبل مسٹر جناح نے ان ہندوستانی
طالب علمون کی پرشوق امداد واعانت سے جو لندن مین تعلیم
پا رہے ہین قائم کی تھی۔ ان لوگون کے جدوجہد کا اصلی مقصد
یہ تھا کہ منتشر طالب علمانہ زندگی کے لئے لندن مین ایک مستقل
مرکز مہیا ہوجائے اور باہمی اشتراک ورفاقت کے ایسے مستند
و مستحکم روایات قایم ہون کہ یہ نوعمر انجمن آگے چل کر اس متحد
ہندوستان کا ایک خاکہ اور ایک مختصر لیکن مکمل نمونہ بن جائے
جس کا اس وقت یہ لوگ خواب دیکھ رہے ہین۔ ان لوگون کی
یہ عین تمنا اور دلی آرزو تھی کہ اس جدید کام کا آغاز ہندوستان
کے اس بے نظیر و عدیم المثال دوست اور خدمت گزار کی

ہمدردی و دعا کے ایک آدھ کلمہ سے ہو۔ پہلے تو محنت و تکان کی تمام باتون سے اطباء کی قطعی ممانعت کی بناء پر ایک شدید انکار نے مجھے کسی قدر مایوس کر دیا۔ لیکن کیونکہ مین نے بغیر سوچے سمجھے کے اس بات کا ذمہ لے لیا تھا کہ مسٹر گو کھلے ضرور تقریر کرین گے لہذا مین نے اپنے اصرار کو اور بڑھا دیا۔ وہ کہنے لگے کہ "آپ نہ صرف خود ہی صحت کے تمام قوانین کی خلاف ورزی کرتی ہین بلکہ مجھے بھی نافرمانی و سرکشی پر اکساتی ہین" پھر انہون نے پوچھا اور ان کی آنکھین ایک لحظہ کے لئے چمک اٹھین "علاوہ برین آپ کو میری طرف سے زبان دینے کا کیا حق تھا؟" مین نے کہا "نئی پود کے لئے آپ سے کسی حال مین بھی امید کے پیام کے مطالبہ کا حق ہے" چند ہی روز بعد ۲ راگست

کو مسٹر گوکھلے نے کاکسٹن ہال مین طلبا ء کے ایک بڑے اور
پر جوش مجمع کے سامنے ایک نہایت پاکیزہ تقریر کی۔ اس تقریر
کے ذریعہ انہون نے حب الوطنی۔ نفس کشی اور ایثار نفسی کے
وہ پاکیزہ اور اعلی سبق ذہن نشین کراے جو صرف وہی اپنے
تمام معاصرین مین اس خوبی اس وثوق اور اس نزاکت کے
ساتھ سکھا سکتے تھے۔

اس کے تھوڑے ہی دنون بعد وہ ہندوستان روانہ ہوئے
تاکہ اپنے جنوبی افریقہ کے مبتلاے محن ہم وطنون کی حمایت
مین اپنی دلیرانہ مشہور معرکہ آرائی کرین۔ اگرچہ اس وقت ان کی
صحت انتہا درجہ خراب ہو چکی تھی اور اس کی درستی کا کوئی امکان
باقی نہ رہا تھا لیکن برین ہم ایک فاتحانہ شہادت کے جوش کے

ساتھ اُنہوں نے اواخر ستمبر میں بستر علالت پر سے مجھے لکھا
کہ ایک دور و دراز کی سرزمین پر حق اور انصاف کے دائمی اور
ازلی قوانین کے واسطے لڑنے والے ہندوستانی شیر دل
بہادروں کی للکار کا جواب ایک درحقیقت متحدہ ہندوستان نے
کس عجلت اور کس عمدگی کے ساتھ دیا۔

موت کا پیغام

سنہ ۱۹۱۴ء کے موسم بہار میں ان کی حالت اس قدر نازک
ہو گئی کہ ان کے احباء اور اطباء کو سخت تشویش ہونے لگی۔
ابتدا میں تو وہ بالکل فریش ہو گئے تھے۔ لیکن پہلے ہی دن
جب انہیں اپنے کمرے سے باہر نکلنے کی اجازت ملی وہ
اپنی اس کمال عنایت و مہربانی کے ساتھ جو ہمیشہ مجھ پر مبذول

تھی مجھ سے ملنے آئے کیونکہ اس وقت مین اتنی بیمار تھی کہ خود
جا کر ان سے مل نہ سکتی تھی۔ انھون نے کسی قدر افسوس
کے ساتھ کہا "آپ کے سے گانے والے پرندہ کا بازو کیون
شکستہ ہو" اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہنے لگے کہ ان کے
طبیبون نے اسی وقت انھین پیام مرگ پہونچایا تھا۔ وہ کہتے
تھے کہ "طبیبون کا خیال ہے کہ انتہا درجہ کی احتیاط پر شاید
مین اور تین سال زندہ رہ سکون" لیکن ان کے پرسکون عادات
و اطوار مین کسی خود غرضانہ اندیشہ اور خوف کا شائبہ تک نہ تھا
ہندوستان کے متعلق اپنی خدمت کے غیر مکمل ہونے کا
صرف انھین بیحد تاسف ضرور تھا۔
مین بہت جلد اس قابل ہو گئی کہ ان کے ساتھ موٹر مین

ہوا خوری کو نکلا کرتی تھی مسٹر گوکھلے کی تفریح کا یہی ایک ذریعہ
اب رہ گیا تھا۔ جن دنون موسم صاف ہوتا ہم لوگ "کنسنگٹن باغ"
کے سرسبز درختون کے نیچے آفتاب کی دہیمی روشنی مین بیٹھا کرتے
یہان بیٹھکر حسب عادت ان منتخب اور دلکش الفاظ مین مسٹر گوکھلے
مجھ سے گفتگو کرتے جن سے ان کی باتین ہمیشہ نہایت درجہ
دلفریب اور جادو اثر ہوتی تہین - وہ کہتے تھے کہ آپ مجھے اپنے
دماغ کا ایک گوشہ عطا کر دیجئے جسکو مین بالکل اپنا کہہ سکون -"
اس مخصوص گوشہ مین جو واقعی ان کا تھا مین نے ان کی یادگارین
بہ کثرت جمع کر رکھی ہین - مجھے ان کی تہذیب و عالی خیالی کی وسعت
و کثرت پر ہی صرف حیرت نہین ہوتی تھی بلکہ اس نہایت پسندیدہ
و پاکیزہ نزاکت بیانی پر مین ششدر رہ جاتی تھی جس قسم کی سخنوری

کو چارلس لیمب نے ادب کے تکلفات اور نزاکتوں کا خطاب دیا ہے
زندگی موت اور قسمت کے مختلف پہلوؤں کے متعلق ان مین ایک
عجیب و غریب شوق تحقیق تھا۔ انسانی جذبات و احساسات اور
تجربات کے اصلی سرچشمون پر حکومت و اثر کرنے والی مخفی قوتون
کا ایک فوری ادراک بھی ان مین موجود تھا۔ ایک دن کسی قدر تردد
آمیز شوق سے انہون نے کہا "کیا آپ کو معلوم ہے کہ مین آپ کی
اس تمام چمک دمک اور بشاشت کی تہ مین ایک دائمی اُداسی
و دلگیری محسوس کرتا ہون۔ کیا یہ اسلئے تو نہین ہے کہ آپکا انجام
اس قدر قریب آپہونچا ہے کہ ابھی سے اس کا سایہ آپ کو گھیرے
ہوئے ہے"

مین نے کہا: "نہین! مین اپنی حیات سے اس قدر قریب ہوگئی

ہون کہ اس کی حرارت اور تیزی نے مجھے جلا ڈالا ہے"

ایک مشتاق وطن طائر کی طرح ان کا دل ہمیشہ اس غیر متغیر جذبہ کی طرف لپکتا تھا جس مین اس ہندوستان کی محبت مضمر تھی جو ایک ہی وقت مین سٹر گوکھلے کا آقا بھی تھا اور مادر مہربان بھی - دیبی بھی تھا اور ان کا بچہ بھی - وہ اکثر اپنے ابتدائی زمانہ کے جدوجہد اور مایوسیون اور آخری زمانہ کی کامیابیون اور ناکامیون - انعامات اور دست کشیون کا تذکرہ کیا کرتے - ہندوستان کے متعلق وہ اپنے خواب اور ہندوستان کے منزل مقصود کو بیان کرتے شاہی مقبوضات مین ہندوستان کی حقیقی منزلت اور سلطنت کی ذمہ داریون مین اس کا درجہ اور اس کے فرائض وغیرہ کی گفتگو کیا کرتے تھے -

رائل کمیشن - ویسرائے کی کونسل اور نیشنل کانگرس مین اپنے اور اپنے معاصرین کے کامون کے متعلق بھی وہ باتین کہا کرتے تھے - اگرچہ آخر تک مسٹر گوکھلے انفرادی مسائل کے مقابل انسانی معاملات و مشترکہ مسائل کے بہتر مبصر تھے لیکن بر این ہم ایک چھوٹے سے دلپذیر فقرہ مین کسی شخص کی اصلی حقیقت کو جس جامعیت پاکیزگی اور کمال کے ساتھ وہ بیان کرتے تھے اس سے مجھے حیرت ہوتی تھی - ایک شخص کے متعلق انہون نے کہا تھا " معمولی مٹی سے بھی غیر معمولی سورما بنا دینے کی قدرت انہین حاصل ہے " ایک اور صاحب کے بارے مین ان کا قول تھا " ان مین اخلاص و صداقت تو موجود ہے لیکن یہ صفت رائے کی جلدبازی سے کسی قدر متاثر ہے " ایک اور بزرگ

کے متعلق انہوں نے رائے ظاہر کی تھی کہ " ان مین اصلی جوہر

اور فرقہ بندیون کے تمام تعصبات سے وہ آزادی موجود ہے

جو انہین ہندو مسلمانون کے اتحاد و اتفاق کے لئے بہترین

اور موزون ترین وکیل بننے کا حق عطا کرتی ہے " ایک چوتھو

صاحب کے بارے مین وہ کہتے تھے کہ " انہون نے وہ

قربانیان کی ہین جن سے انہین اس بات کا حق حاصل ہے

کہ ان کی بات سنی جائے "

چار اہم مسائل

منجملہ ان اہم اور ضروری امور کے جو اس وقت ان کے

خیال و دماغ پر حاوی تھے چار مسائل سے انہین بے انتہا دلچسپی

تھی۔ جبری تعلیم کے متعلق ان کی تجویز جسے وہ ساری قومی ترقیات

کی اصلی اور حقیقی بنیاد تصور کرتے تھے۔ ہندو مسلمانون کے اتفاق
واتحاد کا مسئلہ جس کے متعلق وہ کہتے تھے کہ اگر دونون فرقون کے بزرگ
ان چند اہم اور ضروری امور کے متعلق جن کا تعلق دونون فرقون سے
یکسان ہے پوری یکجہتی و مساوات کا برتاؤ کرین تو نہایت تمدگی کے
ساتھ ایک نتیجہ خیز طریقہ سے اس کا حل ہوسکتا ہے۔ نئی پود کے اعلےٰ
حقوق و فرایض اور اہم ذمہ داریان جن مین بہ مقابل پہلے کے زیادہ توجہ
جوش اور مستعدی کی ضرورت ہے۔ اور سب سے زیادہ "سرونٹس آف انڈیا
سوسائٹی" (انجمن خدام ہند) کا مستقبل جو در حقیقت ہندوستان کی متعلق
مسٹر گوکھلے کی تمام آرزو۔ توجہ۔ کوشش اور سرگرمی کا منتہا تھا۔

اس ہواخوری کا بہت جلد خاتمہ ہوگیا۔ یکایک مسٹر گوکھلے
کی حالت ابتر ہوگئی اور انہین اپنے کمرے سے باہر نکلنے یا

کسی سے ملاقات کرنے کی ممانعت ہو گئی۔ لیکن میری خوش قسمتی سے
ان کے ویچی روانہ ہونے تک چند گھنٹوں کے لئے روزانہ مسٹر
گوکھلے سے ملنے کی مجھے اجازت مل گئی تھی۔ اپنی انوکھی طرز مین
وہ مجھے اپنے علاج کا بہترین نسخہ کہتے تھے۔ میرے ہمیشہ کے
سوال کے جواب مین جو مین ان کے کمرے کی چوکھٹ عبور کرنے
کے ساتھ ہی کرتی تھی کہ "کیا مین آج محترک ہون یا مسکن ؟" وہ ہر وقت
یہی کہا کرتے تھے کہ "دونون"۔ اس ایک لفظ سے انکے پژمردہ
دل اور حد سے زیادہ تھکے ہوئے دماغ کی وہ اصلی حالت نہایت
عمدگی سے ظاہر ہوتی ہے جو ان تشویشناک ہفتون مین ہو گئی تھی۔
پہلی مرتبہ ویچی سے واپس ہو کر دوبارہ ویچی جانے تک ان کا تمام
وقت ٹوئیکن ہام کی ایک بالکل چھوٹی سی جھونپڑی مین مسٹر رتن ٹاٹا اور

ان کی خاتون صاحبہ کے مہمان وہمسایہ کی حیثیت سے بسر ہوا۔
ان دونون میان بیوی کے احسانات ملک پر کچھ کم نہین ہین۔
ان دنون عارضی افاقہ کے طول طویل گھنٹون کی بدمزگی مین دوست
احباب کی حضوری سے اکثر لطف پیدا ہو جاتا تھا۔ مسٹر گوکھلے کی ملاقات
کے لئے ان کے احباب کا جانا واقعی حج وزیارت کی شان رکھتا
تھا۔ ڈاکٹر جیوراج مہتہ کی پراز محبت تیمارداری بھی بہت سکون
بخش اثر رکھتی تھی۔ ڈاکٹر مہتہ نے تو اس کے بعد بڑی بڑی معزز و موقر
علمی کامیابیان حاصل کی ہین۔ مسٹر گوکھلے نے ان کے متعلق
ایک سے زیادہ مرتبہ کہا تھا "وہ بہت کچھ ترقی کرین گے اور لوگون
کے رہنما و پیشوا بنین گے"
ویچی سے مسٹر گوکھلے نے لکھا تھا "یہان اس انتہا درجہ کی

دماغی تنہائی مین زندگی کی حقیقتون اور صداقتون کا پتہ مین نے لگا لیا ہے۔ مجھے ضرور ہے کہ ان کی ضروریات کے مطابق اپنے تئین درست کرون ” اگست مین جنگ کے چھڑ جانے سے انہین کسی قدر قبل از وقت انگلستان واپس ہونا پڑا۔ اگرچہ ان کی صحت بہ ظاہر درست ہو گئی تھی اور وہ رائل کمیشن کی محنت و مشقت کو برداشت کرنے کے قابل ہو گئے تھے لیکن یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک مخالف و متضاد تہذیب و تمدن اور اجنبی لوگون کے درمیان گویا جلا وطن ہو جانے کا ایک قوی احساس ان مین پیدا ہو گیا ہے انہین نہ صرف اپنے قدیم مناظر طبعی اور حوالیات ہی کے لئے بلکہ اپنے آبائی ملک کی مذہبی کتابون اور بول چال اور زبان کے ساتھ بھی کچھ اس قدر عشق و محبت ہو گئی تھی کہ وہ خود اس کو بیان کرنے

سے قاصر تھے۔ ان دنوں مسٹر گوکھلے کی گفتگو سنسکرت کے
قدیم مصنفین کے ذکر اذکار سے بھری رہتی تھی جن کی قوی لے ان کے
خون میں موجزن تھی۔

آخری مرتبہ

سب سے آخری مرتبہ جو میں نے انہیں دیکھا وہ میرے ہندوستان
کے لئے جہاز پہ سوار ہونے کے دو روز قبل ۸ ر اکتوبر کو تھا۔ اس
وقت وہ کسی قدر افسردہ تھے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ درختوں سے
گرے ہوئے پتوں کی موسم خزاں کی پژمردگی اور روبہ ترقی کھرے نے
انہیں متاثر کر دیا تھا۔ یا یہ ممکن ہے کہ انہوں نے سر پر کھڑی ہوئی موت
کے سایہ کو محسوس کر لیا ہو۔ جب مسٹر گوکھلے نے مجھے خدا حافظ
کہا تو یہ بھی فرمایا "میں نہیں سمجھتا کہ ہم پھر کبھی ملیں گے۔ اگر آپ زندہ

رہین تو یاد رکھئے کہ آپ نے اپنی زندگی ملک کی خدمت کے لئے وقف کردی ہے۔ میرا کام تو ہو چکا۔"

اوائل دسمبر مین ان کے یورپ سے واپس ہونے کے چند ہی روز بعد انہون نے ایک خط مین اپنی قسمت کے "بتبدل مذاق" کی شکایت لکھی جو ان کے قدیم مرض کے عود کرنے کی شکل مین کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے بعد کے خطوط سے ظاہر ہوتا تھا کہ افاقہ ہو رہا ہے اور وہ پھر کام کرنے کے قابل ہو رہے ہین۔ اپنے سب سے آخری خط مین جو انہون نے اپنے مرض الموت کے ایک روز قبل لکھا تھا اپنی صحت کے ایک حالت پر قایم ہو جانے اور اپنے دہلی جانے کے قصد کا ذکر کیا تھا۔ لیکن قضا و قدر کا فیصلہ کچھ اور ہی تھا۔ بقول شاعر کے "جس طرح شگفتا ہو

اپنی پختگی کی لذت کا پابند ہے اسی طرح انجام بھی اپنے وقت کا پابند ہے۔" ان کی رخصت کا گھنٹہ بج چکا تھا۔ فروری کی ۱۹ تاریخ کو انہین تارون نے جن کو دو سال قبل وہ ہندوستان کی خدمت کے لئے ایک حیات کے وقف ہونے پر گواہ بنا چکے تھے قومی صداقت کے اس بہادر سورما اور زبردست ولی کی رحلت کا شب بیداری کے ساتھ مشاہدہ کیا۔ ایک دوسری سرزمین اور ایک دوسرے زمانہ مین لیکن ضرور انہین کے لئے یہ الہامی الفاظ کہے گئے تھے کہ:-

"ایک انسان نے اپنے دوستون کے لئے اپنی جان دیدی"
"کسی انسان مین اس سے بڑھکر محبت نہین دیکھی گئی"

۵- مارچ ۱۹۱۵ء